



كَلَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَىٰ أَنْ رَآهُ اسْتَعْنَىٰ



خبردار! بیشک انسان ضرور سرکش ہو جاتا ہے اس بنا پر کہ دیکھتا ہے وہ خود کو بے نیاز۔

تفسیر ابن کثیر

علامہ عما الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

اقرَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اقرَا باسم ربکَ الَّذِي خَلَقَ (۱)

پڑھا چنے رب کے نام سے، جس نے بنایا۔

پہلی وحی:

ام المؤمنین حضرت مائض شدیدیقؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ وحی کی ابتداء پچھے خوابوں سے ہوئی جو خواب آپؐ دیکھتے وہ صحیح کے ظہور کی طرح ظاہر ہو جاتا۔ پھر آپؐ نے کوششی اور خلوت اختیار کی۔ ام المؤمنین حضرت مخدیجؓ سے تو شے لے کر غارہ رامیں تشریف لے جاتے اور کہی کہی راتیں وہیں عبادت میں گزار کرتے پھر آتے اور تو شے لے کر چلے جاتے یہاں تک کہ ایک مرتبہ اچانک وہیں شروع شروع میں وحی آئی فرشتہ آپؐ کے پاس آیا اور کہا اقراء یعنی پڑھیے۔

آپ فرماتے ہیں میں نے کہا میں تو پڑھا ہو انہیں فرشتے نے مجھے پکڑا اور دبوچا یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہوئی پھر مجھے چھوڑ دیا اور فرمایا پڑھو۔ میں نے پھر کہا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ فرشتے نے مجھے دوبارہ دبوچا جس سے مجھے تکلیف بھی ہوئی پھر چھوڑ دیا اور فرمایا پڑھو میں نے پھر بھی بھی کہا کہ میں پڑھنے والا نہیں اس نے مجھے تیرسی مرتبہ پکڑ کر دیا اور تکلیف پہنچائی پھر چھوڑ دیا اور افرا یا اسم ربک اللہ خلق سے مالم یعلم تک پڑھا۔

۲ آپ ان آجیوں کو لئے ہوئے کامپتے ہوئے حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور فرمایا مجھے کپڑا اڑھادو چنانچہ کپڑا اڑھاد یا یہاں تک کہ رخوف جاتا رہا تو آپ نے حضرت خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان فرمایا اور فرمایا مجھے اپنی جان جانے کا خوف ہے۔

حضرت خدیجہؓ نے کہا حضور! آپ خوش ہو جائیں اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز رسول نہ کریں گا آپ صدر حی کرتے ہیں، اپنی باتیں کرتے ہیں دوسروں کا بوجھ خود اٹھایتے ہیں، مہماں نوازی کرتے ہیں اور حق پر دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔

پھر حضرت خدیجہؓ گولے کر اپنے پچارا دینہائی ورق بن نواف بن اسد بن عبد العزیز بن قصی کے پاس آئیں جاہلیت کے زمانے میں یہ نصرانی ہو گئے تھے عربی کتاب لکھتے تھے اور عبرانی میں انجیل لکھتے تھے بہت بڑی عمر کے بوڑھے تھے آنکھیں جا پچھی تھیں۔

حضرت خدیجہؓ نے ان سے کہا کہ اپنے کتبیتی کا واقعہ سنئے۔ ورق نے پوچھا کیتنی جبکہ؟ رسول اللہ نے سارا واقعہ کہہ دیا۔ ورق نے سنتے ہی کہا کہ یہی وہ راز داں فرشتہ ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا آیا کرتا تھا، کاش کر میں اس وقت جوان ہوتا کاش کر میں اس وقت زندہ ہوتا جب کہ آپ کی قوم تکال دے گی۔

رسول اللہ نے تعجب سے سوال کیا کیا وہ مجھے تکال دیں گے؟ ورق نے کہا کہ ایک آپ کیا جتنے بھی لوگ آپ کی طرح نبوت سے سرفراز ہو کر آئے ان سب سے دشمنیاں کی گئیں اگر وہ وقت میری زندگی میں آ گیا تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔

لیکن اس واقع کے بعد ورق بہت کم مدت زندہ رہے اور اوصروہی بھی رک گئی اور اسکے رکن کا حضورؐ کو بڑا قلق تھا، کیونکہ مرتبہ آپ نے پہاڑ کی چوٹی پر سے اپنے آپ کو گردانی چاہا لیکن ہر وقت حضرت خدیجہؓ جریں آ جاتے اور فرمادیتے کہ اے محمد! آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ اس سے آپ کا قلق اور رنج جاتا رہتا اور دل میں قدر اطمینان پیدا ہو جاتا اور آرام سے گھر واپس آ جاتے۔ مندا جم

یہ حدیث صحیح بخاری صحیح مسلم میں بھی برداشت زہری مردوی ہے۔

پس قرآن کریم کی اعتبار نبود کے سب سے پہلی آیتیں بھی ہیں، بھی پہلی نعمت ہے جو اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام کی اور بھی وہ پہلی رحمت ہے جو اس ارحم الرحمین نے اپنے رحم و کرم سے ہمیں دی۔

خَلْقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلْقٍ (۲)

بِنَاءً آدميَّا بِرُوكِيَّ بَطْنِيَ سے،

أَفَرَا وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (۳)

پڑھ، اور تیرارب بڑا کریم ہے۔

الَّذِي عَلِمَ بِالْقَلْمَ (۴)

جس نے علم سکھایا قلم سے۔

عَلَمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (۵)

سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا۔

اس میں تعبیر ہے انسان کی اول پیدائش پر کہ وہ ایک جسم ہوئے خون کی حکمل میں تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان کیا کہ اسے اچھی صورت میں پیدا کیا پھر علم بھی اپنی خاص نعمت اسے مرحمت فرمائی اور وہ سکھایا ہے وہ نہیں جانتا تھا، علم ہی کی برکت تھی کہ کل انسانوں کے باپ حضرت آدم فرشتوں میں بھی متاز نظر آئے۔

علم کبھی تو زہن میں ہوتا ہے اور کبھی زبان پر ہوتا ہے اور کبھی کتابی صورت میں لکھا ہوا ہوتا ہے، پس علم کی تین قسمیں ہوئیں

- ذہنی

- لفظی اور

- رسمی

اور رسمی علم ذہنی اور لفظی کو متلزم ہے لیکن وہ دونوں اسے مستلزم نہیں، اسی لیے فرمایا کہ پڑھ! تیرارب تو بڑے اکرام والا ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور آدمی کو جو وہ نہیں جانتا تھا معلوم کر دیا۔

ایک اثر میں بیان ہے کہ علم کو لکھ لیا کرو اسی اثر میں ہے کہ:

جو شخص اپنے علم پر عمل کرے اسے اللہ تعالیٰ اس علم کا بھی وارث کر دیتا ہے جسے وہ نہیں جانتا۔

كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى (۶)

کوئی نہیں (خبردار)! آدمی سر پر ہتا (سرگش ہو جاتا) ہے،

أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى (۷)

اس سے کہ دیکھئے آپ (خود) کو محفوظ۔

إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجْعَى (۸)

بیشک تیرے رب کی طرف پھر (لوٹ کر) جانا ہے۔

اللہ سے ڈرنا:

فرماتا ہے کہ انسان کے پاس جہاں دوپتی ہو گئے ذرا فارغ البال ہوا کہ اس کے دل میں کبر و غرور عجب و خود پسندی آئی اسے ذرتے رہنا چاہیے اور خیال رکھنا چاہیے کہ اسے ایک دن اللہ کی طرف لوٹا ہے وہاں جہاں اور حساب ہوں گے نماں کی بابت بھی سوال ہو گا کہ لا یا کہاں سے اور خرچ کیاں کیا۔

حضرت عبداللہؑ ماتے ہیں دولاچھی ایسے ہیں جو کا پیٹ ہی نہیں بھرتا۔

- طالب علم

- اور وسر اطالب دنیا۔

ان دونوں میں بڑا فرق ہے علم کا طالب تو اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے میں بڑھتا رہتا ہے اور دنیا کا لالچی سرکشی اور خود پسندی میں بڑھتا رہتا ہے۔ پھر آپ نے یہ بتاوت فرمائی:

یہ حدیث نبی کے فرمان سے بھی مردی ہے کہ دولاچھی میں جو حکم مدد نہیں ہوتے:

- طالب علم

- طالب دنیا

أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَا (۹)

تُونَىٰ وَيَكْحَا وَهُجُونَ مُؤْمِنٍ كَرَّتَاهُ

عَدْدًا إِذَا صَلَّى (۱۰)

ایک بندے کو، جب نماز کرے (چھ)؟

أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى (۱۱)

بَخَلَادَ كَيْجَهْ قَوْ أَغْرِيَوْتَا (وہ بندہ) نیک راوی،

أَوْ أَمْرَ بِالثَّقْوَى (۱۲)

یا سکھاتا ذر کے کام۔

شان نزول:

یہ آیتیں ابو جبل ملعون کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ انحضرتؐ گوہیت اللہ میں نماز پڑھنے سے روکتا تھا۔ پس پہلے تو اسے بہترین طریقہ سے سمجھایا گیا کہ جنہیں تو روکتا ہے یہی اگر سیدھی راہ پر ہوں انہی کی باتیں تقویٰ کا حکم کرتی ہوں پھر تو انہیں اگر ذمہ دپٹ کرے اور اللہ کے گھر سے روکے تو تیری بد قسمتی کی انجام ہے یا نہیں؟ کیا یہ روکنے والا جو ایسے مرشد حق کو راہ حق سے روکنے کے درپے ہے اتنا بھی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے اسکا کام سن رہا ہے اور اسکے کام اور کام پر اسے سزا دے گا۔

أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ (۱۳)

بَخَلَا وَلَكِيْجَ تُوا! اگر جھلایا اور من موڑا،

أَلْمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ (۱۴)

یہ نہ جانا کہ اللہ دیکھتا ہے؟

كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنْسُفُعًا بِالنَّاصِيَةِ (۱۵)

کوئی نہیں اگر باز نہ جائے گا۔ ہم گھسٹیں گے چوٹی (پیشانی) پکڑ کر۔

نَاصِيَةٌ كَاذِبَةٌ خَاطِئَةٌ (۱۶)

کیسی چوٹی (پیشانی) جھوٹی جنمگار۔

فَلَيَدْعُ نَادِيَه (۱۷)

اب بلاع اپنی مجلس (حامیوں کی) کو۔

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (۱۸)

ہم بلاستے ہیں پیادے (عذاب کے فرشتے) سیاست کرنے کو۔

اس طرح سمجھا چکنے کے بعد اب ڈرار ہا ہے کہ اگر اسے اپنی مخالفت اور سرشاری اور ایذا دہی نہ چھوڑی تو ہم تھیں اسکی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسٹیں گے جو قول میں کاذب اور افعال میں خطہ کار ہے۔ یا اپنے مد و گاروں میں ہم نہیں کو قرابت داروں کو کبند قبیلے کو بلاۓ دیکھیں تو کون اسکی مدد کر سکتا ہے؟ ہم بھی اپنے عذاب کے فرشتوں کو بلاستے ہیں پھر ہر ایک کو کھل جائے گا کہ کون جیتا اور کون ہارا۔

ابو جہل کا واقعہ:

ابن جبریل کی ایک روایت میں ہے کہ ابو جہل نے پوچھا کہ کیا محمد نبھار سامنے سجدہ کرتے ہیں؟

لوگوں نے کہا ہاں تو کہنے لگا اللہ کی قسم اگر میرے سامنے اس نے یہ کیا تو اسکی گروں روندوں گا اور اسکے من میں مٹی ملا دوں گا۔ اوہ راس ملعون نے یہ کہا دھر رسول اللہ نے نماز شروع کی جب آپ مسجدے میں گئے تو یہاں گے بڑھا لیں ساتھ ہی اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو بچاتا ہوا پچھلے پیروں نہایت بدحواسی سے پیچھے ہٹا۔ لوگوں نے کہا کیا ہے؟ کہنے لگا میرے اور حضورؐ کے درمیان آگ کی خندق ہے اور گھبراہٹ کی خوفناک چیزیں ہیں اور فرشتوں کے پر ہیں وغیرہ۔

اس وقت حضورؐ نے فرمایا اگر یہاں اور ذرا قریب آ جاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو اگلے لگ کر دیتے۔ یہ حدیث منہ مسلم نسائی اور ابن ابی حاتم میں بھی ہے۔

کَلَّا لِنَطِعُهُ وَاسْجُدْ وَاقْرَبْ (۱۹)

کوئی نہیں (خبردار) ! نہ مان اس کا کہا، اور سجدہ کر، اور نزدیک ہو۔ (سجدہ)

فرمایا کہ اے نبی ! تم اس مردوں کی بات نہ مانتا، عبادت پر مداومت کرنا اور بکثرت عبادت کرتے رہنا اور جہاں جی
چاہے نماز پڑھتے رہنا اور اسکی مطلق پرواہ نہ کرنا اللہ تعالیٰ خود تیراحافظ و ناصر ہے وہ تجھے دشمنوں سے محفوظ رکھے گا تو
سجدے میں اور قرب الہی کی طلب میں مشغول رہ۔

رسول اللہ فرماتے ہیں سجدہ کی حالت میں بندہ اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے بہت ہی قریب ہوتا ہے پس تم بکثرت
سجدوں میں دعا کیں کرتے رہو۔

سورہ ترجمہ: حضرت شاہ عبدالقدوس



© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com